یومِ عید

عبدالماجد دریابادیؒ

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر، وللہ الحمد۔

یہ آج ہے کیا' صبح ہی صبح تکبیر کی صدائیں' دھیمے سروں میں' تیکھے بولوں میں' ہر طرف سے کانوں میں چلی آ رہی ہیں اور مسلمان ہیں کہ ٹولیوں کی ٹولیاں بنائے' نہائے دھوئے' بنے سنورے' عطر لگائے' بوڑھے اور جوان' بچے اور بچیاں' امیر و غریب سب ادھر سے ادھر رواں ہیں؟--- ہے یہ کہ آج عید ہے۔ سال کے دو بڑے اسلامی تہواروں میں سے پہلا تہوار' اور مسلمان اسی کا جشن منانے نکلا ہے۔ لیکن یہ کیسا جشن اور تہوار ہے' دنیا جہان کے جشنوں اور میلوں سے نرالا کہ ناچ نہ مجرا' راگ نہ باجا' بس زبانوں پر حمد کے زمزمے اور ہونٹوں پر توحید کے نغمے! جی ہاں' اللہ کے ان بندوں کی شریعت کے مزاج ہی میں بانکپن ہی کچھ ایسا ہے!

وارد آں آفتِ جاں حسن و جمال عجبے
چشمِ مست عجبے وابرو و خال عجبے

(اس آفت جان کے حسن و جمال کی بھی عجیب شان ہے اس کی مست نگاہوں کی بھی' اس کے خال وابرو کی بھی)۔

ابھی کل شام تک تو رمضان ہی تھا۔ ہر گیارہ مہینے کے بعد ایک پورا مہینہ بھوک اور پیاس کا' صبر و ضبط کا' اب اس میں چاہے مئی ہو یا جون' نور کے تڑکے سے لے کر شام کے جھٹ پٹے تک ۱۵' ۱۵ گھنٹے تک پیاس کو روکے رہتے' چاہے ہونٹوں پر پپڑیاں اور زبان میں کانٹے پڑ جائیں پانی کا ایک قطرہ بھی حلق کے اندر نہ جانے دیجیے۔ اور پھر رات جب آ جائے تو بجائے خوابِ غفلت میں پڑ جانے کے نمازیں اور زیادہ پڑھیے۔ تو ابھی کل تک تو مہینہ ہی عبادت و ریاضت کا تھا' رات کو مسجدیں تراویح سے گونجتی رہتی تھیں اور آج صبح جو ہوئی تو اس ماہِ مبارک کے حسنِ خاتمہ کی خوشی میں سڑکیں اور گلیاں تک حمد کی صداؤں سے گونجنے لگیں۔ عبادت تو خیر عبادت ہوتی ہے' یہاں جشنِ مسرت بھی سراسر عبادت چشم مستے عجبے زلف دراز عجبے اور ان تکبیروں میں جاہ و جلال کی گرمی نہیں' سراسر شانِ جمال کی نرمی! زبانوں پر عبدیت کے

زمزمے اور ہونٹوں پر عبودیت کے نغمے، اس سج دھج سے مسلمان چلا ہے نماز پڑھنے۔ اس حال میں کہ کچھ نہ کچھ تحفہ اپنے مال میں سے بھی دوسروں کی نذر کر چکا ہے۔ اور یہ دیکھ چکا ہے کہ اس کے علم میں اس کی بساط بھر اڑوس پڑوس بلکہ محلے میں کوئی نادار آج بھوکا نہ رہنے پائے گا۔ بستی کے باہر سب مسلمان ایک جگہ نماز پڑھیں گے۔ بڑے اور چھوٹے، خادم اور مخدوم، زردار اور نادار، محمود و ایاز، راجا اور پرجا، سب صف بہ صف کھڑے ہوں گے۔ اور ایک اللہ اکبر کی آواز پر ایک ساتھ اٹھیں گے، ایک ساتھ بیٹھیں گے، ایک ساتھ جھکیں گے، ایک ساتھ کھڑے ہوں گے، ایک ساتھ ہاتھ باندھیں گے، ایک ساتھ سلام پھیریں گے اور دو رکعت نماز کے بعد امام کی زبان سے خطبہ سنیں گے۔ کچھ دعائیں، کچھ احکام، کچھ کام کی باتیں، کچھ روزہ داروں کے لیے بشارتیں۔ اس کے بعد آپس میں گلے ملیں گے اور خوش خوش گھر واپس ہوں گے اور شیرخرما اور میٹھی سویاں چکھیں گے، عزیزوں دوستوں اور گھر والوں کو پلائیں گے اور اسی میں شام ہو جائے گی۔

عیدگاہ کے اندر روحانی نعمتوں کا جو خزانہ لٹایا جا رہا ہے اسے چھوڑ کر ذرا باہر آیئے۔ یہ باہر کی دلآویزیاں اندر کی دلکشی سے کچھ کم نہیں ہوتیں، بہ قول شخصے

کم نہیں کچھ دل کشی میں ناز سے رنگِ نیاز

دکانیں ہر طرح کی لگی ہوئی، کہنا چاہیے کہ پورا بازار سجا ہوا، اور کھانے پینے کی تو ہمہ نعمت موسم و فصل کی رعایت سے موجود۔ ادھر چائے کے گرماگرم ساوار ہیں کہ کس گرم جوشی سے آپ کے استقبال کو بڑھ رہے ہیں۔ ادھر برف کی قلفیاں ہیں، کھیر کی ہانڈیاں ہیں کہ دل و دماغ تک اپنی ٹھنڈک پہنچائے دیتی ہیں۔ ادھر حلوائی صاحب تھال پر تھال وہ لذیذ و خوش رنگ مٹھائیوں کے جمائے ہوئے ہیں کہ ایک بار نظر ان پر پڑ جائے تو شاید وہیں جم کر رہ جائے، اور بے شیرو شکر بنے واپس نہ آئے۔ ادھر کبابیوں کے ہاں سے خوشبوئیں وہ بلا کی آ رہی ہیں اور سرخ سرخ سیخیں وہ منظر دکھلا رہی ہیں کہ صبر کرنے والوں کے دل خود کباب ہوئے جا رہے ہیں۔ پھر کھلونے والے اور پھل والے ایک سے بڑھ کر ایک، بچوں اور بڑوں کے دل لبھانے والے --- دین، دنیا کے ساتھ۔ جنت کے سودے کے ساتھ ساتھ، نفع عاجل کا بھی دم چھلا۔

رمضان کی برکتوں کا کیا کہنا، اور پھر آخر عشرہ کی راتوں کی قدر و قیمت کا تو کوئی حساب ہی نہیں۔ لیکن انھیں رحمتوں کی وسعت بیکراں ملاحظہ ہو کہ عید کی رات کا شمار، اجر و برکت کے لحاظ سے انھیں رمضان کی راتوں میں ہے۔ جو اس رات کو جاگا اس نے گویا اخیر رمضان ہی کی ایک اور رات کو پایا۔ اور پھر یہ ارشاد بھی ایک سچے ؐ کی زبان سے ہو چکا ہے کہ عید کو تڑکے ہی سے فرشتے یہ صدا دینے لگتے

ہیں کہ لوگو نماز کو چلو، اور عبادت کو آمادہ ہو۔ فرشتوں کی آواز بھلا ہمارے یہ مادی کان کیا سن سکتے ہیں، لیکن دل کے کان، ہو نہ ہو، اس آواز غیبی سے کچھ ربط ضرور رکھتے ہیں۔ جب ہی تو مشاہدہ ہے کہ نمازیوں کے پرے کے پرے عید گاہ اور مسجدوں کو روانہ ہو رہے ہیں۔ جنھیں سال بھر بھی دو ٹکریں زمین پر لگانا نصیب نہیں ہوتیں، وہ آج خوشی خوشی دوگانہ پڑھنے آ رہے ہیں اور بڑے بڑے نبری بے غسلیے آج بغیر کسی کے ٹھیلے اور دھکیلے خود ہی نہانے دھونے میں لگے ہوئے ہیں۔

عید کا صدقہ کس مقدار میں ہو، یہ تفصیل کسی فقہ کی کتاب میں دیکھ لیجیے یا کسی پڑھے لکھے سے پوچھ لیجیے۔ بہرحال تاکید اس کی آئی ہے کہ اسے نماز سے قبل ہی ادا کر دیا جائے۔ نہ ادا ہو تو خود رمضان کے روزوں کی مقبولیت ہی کے ادھر میں پڑے رہ جانے کا خطرہ ہے--- خالق تنہا اپنی عبادت سے راضی ہی کب ہوتا ہے، جب تک مخلوق کے بھی حق ادا نہ کر لیے جائیں۔

جن لوگوں کو رمضان کے روزے رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے، خصوصاً چلچلاتی ہوئی دھوپ کے موسم میں اور پہاڑ سے لمبے دن میں، ان کے دلوں سے کوئی قدر روزانہ افطار کی پوچھے۔ کس بے انداز مسرت و راحت کا وقت شام کا ہوتا ہے، اور بندہ مومن مہینے کے تیسوں دن اس مسرت سے شاد کام ہوتا رہتا ہے۔ عید کا دن کہنا چاہیے کہ سارے مہینے کی مسرتوں کا جامع اور لب لباب ہوتا ہے۔ جو بدنصیب روزہ کی سعادت و لذت سے محروم رہے، وہ آج کی مسرت بے انداز کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے --- اردو محاورے میں روز عید، یوم جشن کے مترادف ہے۔ جس طرح شب برات شب جشن کے۔ جب عیش و عشرت کی مثال دینا ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ دن عید ہے اور رات شب برات۔ یہ تو خیر نری شاعری ہے۔ شریعت نے ذمہ داری اور مسئولیت کا ضمیمہ بشر کے چھوٹے بڑے ہر عمل اختیاری کے ساتھ لگا رکھا ہے، اور اس عارضی، فانی و بے ثبات دنیا میں کوئی ایک عمل بھی خالص عیش و عشرت کا رہنے ہی نہیں دیا ہے۔ یوم عید بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں۔ آج کا دن احتساب کا دن ہے۔ مہینہ بھر کے حساب کتاب کا دن ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جس کا کھاتا آج نیکیوں اور طاعتوں سے لبریز نظر آئے۔